❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت قرآن کریم
وقت 5-7 منٹ

قرآن عظیم میں اعداد کا استعمال

(نصف کا دلچسپ ذکر)

(تقریر نمبر 14)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

نِصۡفَہٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡہُ قَلِیۡلًا ۙ (المزمّل:3)

کہ اس کا نصف یا اس میں سے کچھ تھوڑا سا کم کر دے۔

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

(درثمین)

معزز سامعین! قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو عدد اور ہندسے استعمال فرمائے اُن کی تفصیل گزشتہ بارہ تیرہ دنوں سے ہم بیان کر رہے ہیں۔ اِس سے قبل ہم اختصار سے ذکر کر آئے ہیں کہ قرآن عظیم میں بعض جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے گو اعداد یا ہندسے استعمال نہیں فرمائے لیکن گنتی کے لئے بعض ایسے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو درپردہ گنتی کے لیے استعمال فرمائے ہیں۔ اُن میں کچھ کا ذکر خاکسار سابقہ تقاریر میں کرتا آیا ہے۔ آج نصف (جس کو ہم انگلش میں Half بولتے ہیں) پر بات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے "نصف" کا لفظ تین سورتوں میں 7 بار استعمال فرمایا ہے۔ جس ترتیب سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں استعمال فرمایا ہے۔ اُسی ترتیب سے ہم اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ سب سے اوّل سورۃ البقرۃ آیت 238 میں نصف کے لفظ کا ذکر ملتا ہے۔ فرمایا جب تم ایسی خاتون کو طلاق دو جس کو تم نے چھوا نہ ہو تو حق مہر کا نصف ادا کرو۔ سوائے اس کے وہ عورتیں معاف کر دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 533 تا 536 میں اِس آیت پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ جس کا خلاصہ آپ حاضرین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ حضورؓ فرماتے ہیں۔

مَسّ سے کیا مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ میاں بیوی آمنے سامنے ہوں یا ایک دوسرے کے پاس بیٹھے ہوں۔ بعض کہتے ہیں کہ مخصوص تعلقات نہ ہوں۔ میرے نزدیک اِس کی تشریح رسول کریمؐ کے ایک واقعہ سے ہو جاتی ہے کہ فتح مکّہ کے بعد کندہ قبیلہ کے لقمان نامی ایک دوست اپنی قوم کی طرف سے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی ہمشیرہ کی شادی آنحضورؐ سے کرنے کی خواہش ظاہر کر دی۔ آنحضورؐ کو چونکہ قبائل عرب کا اتحاد منظور تھا اس لیے حضورؐ نے اس کی دعوت قبول کر لی اور ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی پر نکاح ہوا۔ جب یہ خاتون مدینہ پہنچی تو بعض خواتین نے اِن کو ورغلایا اور کہا کہ جب حضورؐ تمہارے پاس آئیں تو کہہ دینا کہ مَیں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضورؐ اُن سے واپس تشریف لے آئے اور ابا سیدؓ سے کہا کے اِسے دو چادریں دے دو اور اِسے اپنے گھر والوں کے پاس چھوڑ آؤ۔ چنانچہ اِس کے بعد اُسے مہر کے حصّہ کے علاوہ بطور احسان دو رازقی چادریں دینے کا آپؐ نے حکم دیا تا کہ قرآنِ کریم کا حکم وَلَا تَنۡسَوُا الۡفَضۡلَ بَیۡنَکُمۡ پورا ہو۔ حضور فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مَسّ سے مراد صرف چھُونا نہیں بلکہ مخصوص تعلقات کا قائم ہو جانا ہے ورنہ لغوی معنوں کے لحاظ سے تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا اور آپؐ اُسے چھُو چکے تھے۔

(خلاصہ)

سامعین! نصف لفظ کا ذکر چار دفعہ سورۃ النساء میں ہوا ہے۔ سب سے پہلے آیت 12-13 میں ورثہ کی تقسیم کے اصول بیان فرمائے ہیں اور دو دفعہ نصف کا ذکر ہے۔ جبکہ آیت 26 میں حق مہر کے مضمون کو جاری رکھا ہے اور اس ضمن میں نصف کے الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم لونڈی سے شادی کرو اور وہ شادی کے بعد اگر بے حیائی کریں تو اُس کی سزا نصف ہو گی یعنی چالیس کوڑے۔ اِسی سورت کی آخری آیت 177 میں کلالہ کے لیے ورثہ کی تقسیم کے حصّے کا ذکر ہے اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص مر جائے، اس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو جو کچھ اس نے چھوڑا ہو اُس کا نصف اس (بہن) کا ہو گا۔

پیارے بھائیو! نصف کے الفاظ کا ذکر سورۃ المزمّل کی دو آیات میں دوبار ہوا ہے۔ اس کا کسی حد تک ذکر ہم گزشتہ تقاریر میں کر چکے ہیں۔ اس سورۃ کی آیت 3 میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ رات کو نصف یا اِس سے قدرے کم راتوں کو جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور آیت 21 میں حضورؐ کے حکمِ الٰہی کی تعمیل میں رات کی نصف یا اس سے زیادہ کی عبادت کرنے کا ذکر ہے یوں آپؐ کی اطاعت الٰہی کا ذکر ہوا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اِس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے:

”بعض راتیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔ اُن میں رات کا صرف تھوڑا سا حِصّہ صحت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے جاگا جاتا ہے لیکن فرماتا ہے جب دن کے برابر راتیں ہوں تو نصف رات جاگا کرو اور نصف سویا کرو اور جب لمبی راتیں ہوں تو زیادہ حصّہ رات کو جاگا کرو اور تھوڑا حِصّہ سویا کرو اور جب جاگو تو اس میں قرآن کی تلاوت کیا کرو۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اِس کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

”چونکہ راتیں بڑھتی گھٹتی رہتی ہیں۔ اس لیے متوسط راتوں میں نصف شب سے اور چھوٹی راتوں میں نصف سے کم کر کے اور بڑی راتوں میں نصف سے زیادہ بھی قیام کرنے کے لئیے اشارہ فرمایا۔“

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 232)

سامعین! جیسا کہ ہم گزشتہ تقاریر میں سنتے آرہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا طریق رہا ہے کہ وہ واضح طور پر اعداد اور ہندسے بتانے کی بجائے ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جس میں مختلف اعداد کا ذکر ہے۔ جیسے یَوۡمٌ، عَامٌ، سَاعَةٌ، سَنَةٌ۔ اِن تمام کے حوالے سے ہم تفصیل سے ذکر گزشتہ دنوں میں کر آئے ہیں۔ عام طور پر یَوۡمٌ 24 گھنٹے کے لیے، عَامٌ 12 مہینے کے لیے، سَنَةٌ 12 مہینے کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے گھر میں یہ اَور اوقات کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ اِس ضمن میں وَالۡفَجۡرِ ۙ وَلَیَالٍ عَشۡرٍ ۙ وَّالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِ ۙ میں 10 راتوں کے ذکر کے ساتھ اَلشَّفۡعِ یعنی جُفت اور اَلۡوَتۡرِ میں طاق کا ذکر کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اِن آیات کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں:

”ان آیات میں صاحبِ عقل لوگوں کے لئے ایک دعویٰ پیش کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے بعد مکّی زندگی تیرہ سال تک ممتد رہی۔ آخری دس سال، جن میں مصائب کے اندھیرے بڑھتے چلے گئے اور جن کے بعد صبح کے پھوٹنے کی خوشخبری دی گئی تھی، یہ وہ زمانہ تھا جس میں کفّارِ مکّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلموں میں مسلسل بڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ پر ہجرت کی صبح پھوٹ پڑی۔

اسی مضمون کو بعض مفسّرین نے یوں بھی بیان کیا ہے کہ وَالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِ یعنی جفت اور طاق سے پہلی تین صدیاں مراد ہیں یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا دَور۔ اس کے بعد دس راتیں یعنی فَیۡجِ اَعۡوَج کا ہزار سالہ دَور، اسلام پر بہت تاریکی کا آئے گا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق ایک غیر تشریعی امّتی نبی نے ظاہر ہونا تھا۔ یہ زمانہ چودھویں صدی ہجری کے آغاز تک پھیلا ہوا ہے جس میں مسیح موعود کا ظہور ہوا۔“

(ترجمۃ القرآن صفحہ 1167)

اِسی طرح سورۃ یوسف میں بِضۡعَ سِنِیۡنَ کے الفاظ استعمال فرمائے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ترجمہ یہ فرمایا ہے کہ وہ یعنی یوسفؑ کئی سال قید میں پڑا رہا اور حضورؓ نے اقرب لغت کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ تین سے لے کر نو تک بِضۡعَ کہتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یوم وغیرہ الفاظ کی یوں تشریح فرمائی ہے:

”لفظی طور پر تو اس آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ تم نے ایک دن بادشاہت کی ہے لیکن یوم کے معنے چونکہ عربی زبان میں وقت کے بھی ہوتے ہیں اور یوم کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک دن ہزار سال کا ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ (سورۃ الحج:48) خدا کا ایک دن ہزار

سال کا ہوتا ہے اور اِس سے پہلے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم "دس" رہے ہو اور دس سے مراد دس صدیاں بھی ہو سکتی ہیں جو ہزار سال کے برابر بنتی ہیں۔ اس لئے اِلَّا یَوْمًا کے بھی دو معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ تم "یوم" خداوندی رہے ہو یعنی دس صدیاں اور یہ بھی کہ جب آخر میں سزا مل گئی تو عیش کا زمانہ بہت چھوٹا ہو گیا اور یہی کہنا ٹھیک ہے کہ تم نے بہت تھوڑی دیر دنیا میں ترقی حاصل کی اور آخر میں تم کو ہلاک کر دیا گیا۔"

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 466)

سامعین! اب ہم جب قرآن کریم میں اعداد اور ہندسوں کے دلچسپ مضمون کے آخری حصّہ میں داخل ہو چکے ہیں تو ایسے الفاظ کا ذکر ضروری ہے جو بظاہر الفاظ لگتے ہیں جن میں کوئی عدد یا ہندسہ ظاہر نہ ہو رہا ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے الفاظ گنتی کے لیے استعمال فرمائے ہیں۔ اِن میں سے ایک لفظ "حِسَابٌ" ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے مختلف زاویہ ہائے نظر سے 37 مقامات میں مختلف شکلوں میں استعمال فرمایا ہے۔ اِن سب کا باریک بینی سے مطالعہ کے بعد قرآنِ کریم پر غور کرنے والا اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ 37 میں اکثر مقامات پر "حِسَابٌ" کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ جیسے وَاللّٰہُ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ (سورۃ البقرۃ: 203) وَاللّٰہُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ (سورۃ النّور: 39) وغیرہ۔ مَیں نے صرف ایک حوالہ پر اکتفا کیا ہے ورنہ یہ الفاظ مختلف جگہوں پر استعمال ہوئے ہیں۔ حساب کے لفظ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اِس کی ایک اور مثال وقت کی رعایت سے مَیں سورۃ الغاشیہ کی آیت 26-27 کی دیتا ہوں جس میں فرمایا گیا ہے۔ اِنَّ اِلَیۡنَاۤ اِیَابَہُمۡ ۙ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا حِسَابَہُمۡ کہ ان کا ہماری طرف ہی لوٹنا ہے اور پھر یقیناً ہم پر ہی اُن کا حساب ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض آیات کی تلاوت کرتے یا سنتے کچھ نہ کچھ پڑھا کرتے تھے۔ اِن دو آیات کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے اَللّٰھُمَّ حَاسِبۡنِیۡ حِسَابًا یَسِیۡرًا کہ اے اللہ! میرا حساب آسان کر دے۔ کیونکہ سورۃ النساء آیت 7 میں اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا۔ کَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیۡبًا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تفسیر کبیر میں مختلف مقامات پر بغیر حساب اور سریع الحساب کی وضاحت فرمائی ہے۔ جیسے آپؓ فرماتے ہیں:

"وَاللّٰہُ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ کا مطلب یہ ہے کہ نیکی اور بدی کی جزا میں کوئی دیر نہیں لگتی بلکہ اِدھر عمل سرزد ہوتا ہے اور اُدھر اس کی جزا ظاہر ہو جاتی ہے یعنی انسان کا ہر عمل اس کے جوارح پر فوراً اثر ڈال دیتا ہے۔ یہ مضمون قرآن کریم میں کئی جگہ بیان ہوا ہے اور حدیثوں میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص بُرا کام کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان پڑ جاتا ہے اور اگر وہ توبہ نہیں کرتا اور اس کے بد اعمال بڑھتے چلے جاتے ہیں تو یہ سیاہ نقطے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُس کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور جب کوئی شخص نیک کام کرتا ہے تو ایک سفید نقطہ اس کے دل پر پڑ جاتا ہے اور جب اس کے بعد وہ متواتر نیک اعمال بجا لاتا ہے تو یہ سفید نقطے بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُس کا سارا دل منوّر ہو جاتا ہے۔

سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ میں اللہ تعالیٰ کی اِسی سنّت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ ہر کام کا اثر فوراً انسان کے دل پر پڑ جاتا ہے اور یہ بھی ایک قسم کا حساب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیا جاتا ہے۔ تازہ تحقیقات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسانی حرکت ایسی نہیں جو فضا میں محفوظ نہ ہو جاتی ہو۔ پس عمل اور اُس کی جزا یہ دو توام بھائی ہیں کہ ایک کے ساتھ دوسرا بھی ظہور میں آ جاتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 447)

پھر فرمایا:

"وَاللّٰہُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ میں بِغَیۡرِ حِسَابٍ کے الفاظ کفار کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کے لئے ہیں اور جب کوئی چیز بے حساب ملے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بدلہ سے بہت زیادہ ہے۔ حساب کر کے تو جتنا کسی کا حق بنتا ہے اتنا ہی دیا جاتا ہے مگر بغیر حساب کے اسی صورت میں دیا جاتا ہے جب حق سے زیادہ دیا جائے۔ پس ان الفاظ میں یہ اشارہ مخفی ہے کہ مؤمنوں کو ان کے بدلہ سے بہت بڑھ چڑھ کر انعام ملے گا۔ دوسرے اس میں کفار کو بتایا کہ تم کو جو کچھ ملا ہے اس کے متعلق تو تم سے پوچھا جائے گا کہ کِس کِس طرح خرچ کیا ہے۔ لیکن ان کو اس طرح ملے گا کہ ان سے حساب بھی نہیں لیا جائے گا۔ گویا تم کو تو ملازموں کی طرح ملا ہے اور تم اس میں خیانت کر کے سزا کے مورد بنتے ہو۔ لیکن ان کو ہدیہ کے طور پر ملے گا۔ دراصل سلوک دو قسم کا ہوتا ہے ایک دوستانہ اور دوسرا ملازمانہ۔ چونکہ دوستی میں غیریت سے باقی نہیں رہتی۔ اس لئے فرمایا کہ ہم مومنوں کو بغیر حساب کے دینگے اور ان سے ایسا سلوک کریں گے جو ایک دوست دوست سے کرتا ہے۔ چنانچہ اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ میری اُمت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنّت میں داخل ہوں گے لیکن جس کے ساتھ غیریت کا معاملہ ہو

اس سے سختی کے ساتھ حساب لیا جاتا ہے اور حساب ہی کے مطابق اسے معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اِسی لئے قرآن کریم میں کفار کے متعلق یہ الفاظ کہیں استعمال نہیں ہوئے کہ انہیں بغیر حساب دیا جائے گا۔ بلکہ اُن کے متعلق جہاں بھی آیا ہے یہی آیا ہے کہ وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک دفعہ فرمایا مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ یعنی وہ شخص جس کا سختی سے حساب لیا گیا وہ تباہ ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سُنی تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا قرآن میں یہ نہیں آتا کہ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا اِس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مؤمنوں کا بھی حساب ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ حساب سے مراد یہ ہے کہ پوری طرح حساب لیا جائے گا۔ ورنہ مؤمن کا حساب تو محض سرسری ہو گا۔ (بخاری کتاب الرقاق) پس مؤمنوں کو جو کچھ ملے گا بغیر حساب کے ہی ملے گا۔

اِسی طرح بغیر حساب کے ایک یہ بھی معنے ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ختم ہونے والا انعام ملے گا اور چونکہ یہ آیت اس دنیا کے غلبہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اس لئے وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں اُن کی قربانیوں سے بہت زیادہ اجر عطا فرمائے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اس دنیا میں جو کچھ ملا وہ بے حساب ہی ملا۔ بے شک اُن کی قربانیوں کی چمک بھی آنکھوں کو خیرہ کرنے والی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جو انہیں دینی اور دنیوی رنگ میں غیر معمولی اجر عطا فرمایا وہ اُن کی قربانیوں سے بہت زیادہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو مادی رنگ میں انہیں تختِ شاہی پر بٹھا دیا اور دوسری طرف روحانی رنگ میں انہیں ایسی برکات سے نوازا کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کا دائمی سرٹیفیکیٹ انہیں حاصل ہو گیا۔

وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ میں کفار کے اِس شبہ کا بھی ازالہ کیا گیا ہے کہ مٹھی بھر مسلمان ہم پر کس طرح غالب آسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ جب کسی قوم پر اپنے انعامات نازل کرنا چاہے تو اسے بے حساب انعام دیا کرتا ہے۔ بے شک تم حساب کی رو سے یہی سمجھتے ہو کہ ایک شخص دو پر غالب نہیں آسکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا سلوک مسلمانوں سے اس سے بالکل مختلف ہو گا۔ اِن کا ایک شخص تمہارے دو(2) پر ہی نہیں بلکہ ان کا ایک آدمی تمہارے دس(10) آدمیوں پر غالب آجائے گا اور فتح و کامیابی کا پرچم لہراتے ہوئے واپس لوٹے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 461-462)

اس تسلسل میں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ سورج چاند اور زمین و آسمان کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ نے عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ کا ذکر فرمایا ہے۔ گویا فلکیات میں دن رات، سورج زمین اور چاند سورج کا آگے پیچھے آنا بھی ایک حساب کے تحت ہے جس کی وجہ سے یہ سارا نظام بغیر ٹکراؤ کے Smoothly چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ (سورۃ بنی اسرائیل:13) اور لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ (سورۃ یونس:6)
اللہ تعالیٰ ہمیں علم الاعداد کو سمجھنے اور اس میں موجود علم کو سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ فرمادیا ہے کہ یہ قرآن میں نے تمہارے لئے، ہر اس شخص کے لئے جو تمام نیکیوں اور اچھے اعمال کے معیار حاصل کرنا چاہتا ہے اس قرآن کریم میں یہ اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے لئے تمام اصول اور ضابطے مہیا کر دیئے ہیں۔ ہر قسم کے آدمی کے لئے، ہر قسم کی استعداد رکھنے والے کے لئے، اور نہ صرف یہ کہ جیسا کہ مَیں نے کہا کسی خاص آدمی کے لئے نہیں رکھے ہیں بلکہ ہر طبقے اور ہر معیار کے آدمی کے لئے رکھے ہیں۔ اور اس میں ہر آدمی کے لئے نصیحت ہے وہ اپنی استعداد کے مطابق سمجھ لے۔ فرمایا کہ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ (القمر:18)۔ اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا ہے۔ پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔ اب یہ ہمارے پر ہے کہ ہم اس تعلیم کو کس حد تک اپنے اوپر لاگو کرتے ہیں اور اس کی تعلیمات سے نصیحت پکڑتے ہیں.....اس کے ہر حکم پر جس کے کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کریں۔ اور جن باتوں کی مناہی کی گئی ہے، جن باتوں سے روکا گیا ہے ان سے رکیں، ان سے بچیں، اور کبھی بھی ان لوگوں میں سے نہ بنیں جن کے بارے میں خود قرآن کریم میں ذکر ہے۔"

(خطبہ جمعہ 21/ اکتوبر 2005ء)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)